ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

علی عباس حسینی کی کتاب "اُردو ناول کی تاریخ اور تنقید" کا تحقیقی جائزہ

A book by Ali Abbas Hussaini A Research Review of History and Criticism of Urdu Novel

Shumaila Shafique
M. Phil, Research scholar, Department of Urdu,
Government college women university Faisalabad.
Dr. Rukhsana Bibi
Assistant professor, Department of Urdu Coordinator Dean of faculty of humanities and languages
Government College Women university Faisalabad .

Abstract

Novel is an important genre in Urdu literature . And it's an Italian word. Which literally means unique, quirky and new. In the literary term, the novel is said to be a story or a story, the subject of which is the events and accidents that occur in human life arranged in a particular style and order. Before novelization in Urdu, there was a period of short stories. The stories had traces of real-life motifs and fictional supernatural elements.Criticism of Urdu novel begins with Ali Abbas Hussaini. Magazines and articles on this subject must be found before them. While there is no formal book on criticism of the novel in Urdu literature. From this, Ali Abbas Hussaini makes an excellent achievement by writing "History and Criticism of Urdu Novel". Like not forgotten?

Keywords: Urdu Novel, English Novel, Criticism, Perspective, Genre, Critics

اردو ادب میں ناول ایک اہم صنف ہے۔ اور یہ اطالوی زبان کا لفظ ہے ۔ جس کے لغوی معنی انوکھا ، نرالا اور نیا پن کے ہیں ۔ ادبی اصطلاح میں ناول اس قصہ یا کہانی کو کہا گیا ہے ، جس کا موضوع انسانی زندگی ہے اوراس میں انسانی زندگی میں پیش انے والے واقعات و حادثات کو ایک خاص انداز اور ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے ۔ اردو میں ناول نگاری سے قبل داستانوں کا دور تھا ۔ داستانوں میں حقیقی زندگی کے بجائے فرضی اور خیالی ما فوق الفطری عناصر پائے جاتے تھے ۔ ناول اور داستان کے درمیان واضح فرق کے حوالے سے اقتباس دیکھیے:

،، ناول داستان سے ان معائنوں میں مختلف ہے کہ داستان بنیادی طور پر ایک خیالی اور مثالی دنیا کی کہانی ہے جس میں ہماری حقیقی خارجی زندگی کی کچھ جھلکیاں بھی مل جاتی ہیں ، جبکہ ناول ایک تراشیدہ اور فرضی ہونے کے باوجود ہماری حقیقی زندگی کا بیان ہے۔ ،،(۱)

دنیا بھر کی زبانوں میں ایک عمومی اصول یہ بھی ہے کہ تنقیدی پیمانے سب سے قبل شاعری کے لیے وضع کیے گئے تھے ۔ اردو زبان و ادب میں تنقید ادب کا اغاز تحسین شاعری سے ہی کیا گیا اور اس کے ابتدائی ماخذات میں تذکرے شامل ہیں۔ چونکہ اردو میں جدید تنقید کی بنیاد الطاف حسین حالی نے مقدمہ شعر و شاعری لکھ کر رکھی۔ یہاں بھی تنقید کے لیے شعر کو ہی موضوع خیال کیا گیا ۔ نثر بالخصوص فنکشن کی تنقید بہت بعد کی تخلیق ہے جبکہ تنقیدی اصول شاعری سے ہی وضع کیے گئے تھے ۔ اس لیے اج بھی تنقید میں اعجاز واختصار ابہام اور ایمائیت کو ہی فن کی خوبی گردانہ جاتا رہا ہے۔ فنکشن کے تنقیدی اصول کے تقاضے شعر کی تنقید سے بالکل مختلف ہیں۔ ناول کی تنقید کی ابتدا کے متعلق نیر مسعود حسین لکھتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

،، اردو ناول کی ابتدائی تنقید کے نمونے زیادہ تر ان ناولوں کے دیباچوں ، تعریفوں ، اشتہارات اور خاتم الطبع کی عبارتوں اور خال خال تبصروں کی صورت میں ملتے ہیں ۔ یہ تحریریں کسی حد تک ان ناولوں کی امتیازی خصوصیتوں کے حوالے سے اس عہد کی اس نئی صنف ادب کی معیار بندی کرتی ہیں ۔،،(۲)

نیرّ مسعود کے بعد اردو تنقید کے حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا اپنی کتاب تنقید اور جدید اردو تنقید میں لکھتے ہیں :

،، اردو میں مغربی تنقید سے اثرات قبول کرنے کا اغاز "پیروی مغرب" کی اس تحریک سے منسلک ہے جسے سرسید نے فروغ دیا ۔ اس سلسلے میں مولانا حالی کی تالیف مقدمہ شعر و شاعری کو عام طور سے جدید اردو تنقید کا نقطہ اغاز قرار دیا جاتا ہے ، کیونکہ اس کتاب میں مغربی تنقید کے حوالے جابجا ملتے ہیں ۔ ،، (۳)

اردو ناول کے آغاز کو ڈیڑھ صدی ہونے کو تھی۔ اس دوران جہاں تخلیقی سطح پر قابل قدر کام ہو رہا تھا، وہاں ناول کی تنقید پر بھی خصوصی توجہ دی جارہی تھی۔ انیسویں صدی کے اخر تک اس حوالے سے ایک بڑا ذخیرہ تو جمع ہوچکا تھا۔ لیکن باقاعدہ طور پر کوئی کتاب موجود نہیں تھی ۔ بقول کے۔کے کھلر:

،،اردو ناول ابتدا سے ہی انگریزی ناول سے پونے ۲۰۰ سال پیچھے تھا۔ ڈیفل ڈیفو کا انگریزی زبان کا پہلا ناول ۱۸۱۹ء میں لندن میں شائع ہوا تھا۔اردو زبان کا پہلا ناول مرات العروس ۱۸۶۹ء میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔،،(۴)

اردو ناول پر تنقید کا سلسلہ علی عباس حسینی سے شروع ہوتا ہے۔ان سے پہلے اس موضوع پر رسالے اور مضامین ضرور ملتے ہیں۔ جبکہ اردو ادب میں ناول کی تنقید پر کوئی باضابطہ کتاب موجود نہیں تھی۔ اس حوالے سے علی عباس حسینی " اردو ناول کی تاریخ اور تنقید " لکھ کر ایک بہترین کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ جیسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

" اردو ناول کی تاریخ اور تنقید" علی عباس حسینی کی کتاب ہے۔اس کو ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ نے ۱۹۸۷ میں شائع کیا ۔ اس کتاب کے صفحات کی تعداد ۳۸۵ ہے اور پیش لفظ مصنف نے خود لکھا ہے۔ علی عباس حسینی نے اپنی اس کتاب میں کوئی نئی بات پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے انگریزی ناولوں کے مطالعے سے جو کچھ حاصل کیا۔ایسے اختصار کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا۔اس کتاب میں انہوں نے اردو ناول نگاروں کے ناولوں پر بات ضرور کی ہے۔ لیکن اس قدر مختصر جیسے وہ ان سے ناواقف ہوں۔انہوں نے رسوا، پریم چند، اور کرشن چند پر بہت مختصر گفتگو کی ہے۔اس کتاب کے ابواب کی ترتیب میں بھی غلطی ہے۔ یہ کتاب دس ابواب کی بجائے صرف پانچ ابواب پر مشتمل ہونی چاہیے تھی۔ دراصل حسینی اس کتاب میں ناول کی تنقید نہیں بلکہ ناول کی تاریخ پیش کرتے ہیں۔ انہی خامیوں کی وجہ سے ان کی یہ کتاب اردو ناول کی تنقید میں کوئی خاص اضافہ نہیں کرتی۔ اگر مجموعی طور پر اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے اتی ہے کہ علی عباس حسینی اس میں اطلاقی اور تاثراتی تنقید کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی تنقید کی راہیں ہموار کرتے ہیں۔

اس کتاب کا پہلا باب قصے کے ارتقاء اور آغاز پر مشتمل ہے۔ حسینی کے نزدیک قصے اور کہانیاں شروع سے ہی انسانی دلچسپی کا اہم مرکز رہی ہیں۔ جیسے جیسے انسان نے ترقی حاصل کی قصے اور کہانیوں میں نئی چیزوں کا اضافہ ہوتا گیا پھر اہستہ اہستہ انسانوں نے مذہب کی طرف توجہ کی اور پھر کہانیوں میں مذہب اگیا ۔ سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی حاصل کی تو قصوں میں مافوق الفطری عناصر کا اضافہ ہوگیا۔ حسینی کے نزدیک یہ بات قابل ذکر ہے کہ:

،، قصے کی ابتدا وہیں سے ہوتی ہے جب ابن ادم مدینہ تو عمرانیت کے پہلے زینے پر ملتا ہے۔،، (۵)

اس کتاب کا دوسرا باب ناول کی تعریف، اقسام اور عناصر ترکیبی پر مشتمل ہے۔ اس باب میں انہوں نے ناول کی جو تعریفیں بیان کی ہیں۔ وہ سب تعریفیں انگریزی ناقدین کی ہی پیش کی ہوئی ہیں اور اضافے کے طور پر حسینی انہیں اپنی کتاب میں شامل کر لیتے ہیں۔ ڈینیل ڈفو ناول نگار کے فن میں خاص طور پر دو چیزوں کا ذکر کرتے ہیں ایک تو یہ کہ ناول نگار کو حقیقت نگار ہونا چاہیے اور اس کی تصنیف بھی حقیقت پر مبنی ہو۔ دوسری یہ کہ اس کا کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق ضرور ہونا چاہیے تاکہ پڑھنے والے پر اس کا اچھا اثر پڑے، اگر قصہ حقیقت پر مبنی نہ ہوا تو اس کا قاری پر بہت برا اثر پڑے گا اور وہ اس تصنیف کے ذریعے جھوٹ بولنے کا عادی بن جائے گا اس حوالے سے ڈینیل ڈفو کے الفاظ:

'' قصہ بنا کر پیش کرنا بہت ہی بڑا جرم ہے یہ اس طرح کی دروغ باقی ہے جو دل میں ایک بہت بڑا سوراخ کر دیتی ہے جس کے ذریعے جھوٹ اہستہ اہستہ داخل ہو کر ایک عادت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔''(٦)

اس کے برعکس فیلڈنگ کہانی کو صرف تفریحی اور ہنسنے ہسانے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اس لیے اس کے نزدیک المیہ کہانی ناول کے موضوع سے باہر ہے اور وہ اس کے لیے "طربیہ" کی شرط لگا دیتا ہے۔ وہ رچرڈسن کے اس نظریے کو بھی رد کرتا ہے کہ کہانی صرف نیکی اور اخلاق کا سدھار ہے۔ چونکہ کہانی کا مقصد صرف تفریح نہیں ہو سکتا، اس لیے فیلڈنگ کی یہ تعریف ہر لحاظ سے نامکمل اور ادھوری ہے۔

ناول کی تعریف فیلڈنگ کے الفاظ میں:

'' ناول نثر میں ایک طربیہ کہانی ہے۔''(٧)

پروفیسر بیکر کے نزدیک دراصل ناول ہے کیا؟ انگریزی زبان کا یہ مورخ و ناقد اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے اپنا تجزیہ پیش کرتا ہے۔

'' ناول نثری قصے کے ذریعے انسانی زندگی کی ترجمانی کرتا ہے۔ وہ بجائے ایک شاعرانہ وجذباتی نظریہ حیات کے ایک فلسفیانہ سائنٹفک یا کم سے کم ایک ذہنی تنقید حیات پیش کرتا ہے۔۔۔ پروفیسر بیکر کی اس تعریف نے ناول کے لیے چار شرطیں لازمی کر دیں۔ قصہ ہو، نثر میں ہو، زندگی کی تصویر ہو اور اس میں ربط و یک رنگی ہو یعنی یہ قصہ صرف نثری میں لکھا ہوا نہ ہو بلکہ حقیقت پر مبنی ہو۔۔۔ ظاہر ہے کہ انسان کے لیے اہم ترین مطالعہ خود انسانی زندگی ہے۔'' (٨)

اس پوری عبارت کا اگر سرسری طور پر جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حسینی بیکر کی اس تعریف اور تنقید پر اپنی طرف سے کوئی خاص رائے پیش نہیں کرتے اور وہ تمام ناقدین کی روشنی میں ناول کے فن کے حوالے سے بیکر کی اس تعریف کو مکمل اور جامع سمجھتے ہیں۔ حسینی رسوا کی تعریف کو بھی کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس راہ پر انگریزی مصنفین کی تائید کرتے ہیں۔ حسینی ناولوں کی دو اقسام کا ذکر کرتے ہیں ایک رومانی اور دوسری نفسیاتی۔ اس حوالے سے ڈاکٹر عزیز اسلم دورانی اور ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں:

'' ان لاتعداد جاموں کو جب معروف لباسوں کے نام دیتے ہیں تو ہمیں دو طرح کے ناول ملتا ہے رومانوی اور نفسیاتی ۔۔۔۔۔۔'' (٩)

بقول ڈاکٹر سہیل بخاری : ,, موضوعات کے اعتبار سے ناول کی قسمیں بھی بہت سی ہیں ۔ لیکن آسانی کے لیے اسے دو بڑی قسموں میں رکھا جاسکتا ہے ایک رومانوی دوسری نفسیاتی (۱۰)

رومانوی ناول میں سارا زور پلاٹ پر دیا جاتا ہے اور اس میں اخلاقی، تاریخی، اسراری، رزمی، عاشقانہ اور سیاحی واقعے بیان کیے جاتے ہیں۔ ان سب کو رومان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ارتضی کریم علی عباس حسینی کی ناول کی اس قسم سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

" ناول کی یہ تقسیم انہوں نے اس لیے کی ہے کہ ان کے نزدیک داستان و ناول ایک ہی چیز ہے یعنی داستان بھی ناول کی ایک قسم ہے جسے انہوں نے رومانوی ناول کہا ہے اس لیے وہ اس نوع کے ناول میں پلاٹ پر زور دیتے ہیں اور اسے اخلاقی عاشقانہ وغیرہ بیانات کے لیے مناسب قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق داستان امیر حمزہ، ایبرج نامہ وغیرہ رومانی ناول ہیں۔ انہیں رمانس کہنے والے ناول کے ارتقاء سے ناواقف ہیں۔" (۱۱)

حسینی ناولوں کی مزید اقسام کا بھی بتاتے ہیں جن میں تبلیغی ناول، علمی ناول، تاریخی ناول، عصری ناول، رزمیہ و سیاحتی ناول، اسراری ناول یا جاسوسی ناول شامل ہیں۔ ان اقسام کے ساتھ ساتھ وہ اس باب میں ناول کے عناصر ترکیبی بھی پیش کرتے ہیں ۔ اس میں وہ سب سے پہلے ناول کے پلاٹ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

دراصل پلاٹ واقعات کے اس خاکے کو کہتے ہیں جو ناول نویس کے پیش نظر شروع ہی سے رہتا ہے (۱۲)

قصے اور ناظرین کی ساری دلچسپیاں اسی کی ترتیب پر مبنی ہوتی ہیں ۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی بھی ناول نہیں لکھا جا سکتا ۔ البتہ ورجینا وولف اور جیمس جوائس نے بغیر پلاٹ کے تصانیف لکھی ہیں ۔ لیکن حسینی اور دوسرے ناقدین ان دونوں کی رائے سے اکتفا نہیں کرتے ۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سہیل بخاری اور ڈاکٹر احسن فاروقی لکھتے ہیں:

,, ناول کا پلاٹ قصے کی ترتیب سے تعلق رکھتا ہے۔ پلاٹ بھی واقعات کا بیان ہوتا ہے مگر اس میں سبب اور مسبب کے مطابق ترتیب پر زیادہ زور ہوتا ہے،،(۱۳)

بقول سہیل بخاری :

,, ہر قصہ چند واقعات کے مجموعے سے تیار ہوتا ہے ۔ ان کی ترتیب یا تنظیم کو پلاٹ کہتے ہیں ۔،،(۱۴)

بقول علی عباس حسینی:

,, بغیر پلاٹ کے کوئی ناول نہیں ہوتا اور اس کا خاکہ بہت غور کر کے پہلے سے تیار کرنا پڑتا ہے ،،(۱۵)

نظریہ حیات:

ان کا کہنا ہے کہ پلاٹ اور نظریہ حیات دونوں عناصر کا ناول میں ہونا ضروری ہیں ۔ دنیا میں جو کچھ بھی وجود میں آتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے ۔ چونکہ وہ تفریحی ، اقتصادی ، مذہبی یا سیاسی ہی کیوں نہ ہو ، البتہ اس کا مقصد ضرور ہوتا ہے ۔ ایسی طرح سے قرآن مجید میں بھی جو قصے اور حکایات بیان کی گئی ہیں ۔ ان سب کے مختلف مقاصد ہیں ۔ کہیں پر کسی قوم کی بربادی کو پیش کر کے ہمیں ڈرا گیا ہے ، تاکہ ہم ان سے نصیحت حاصل کریں ۔ اور کہیں پر ہماری رہنمائی کی گئی ہے ۔ اس کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

برعکس ناول نگار بھی جو کچھ لکھتا ہے ۔ اس کا بھی ایک خاص مقصد ضرور ہوتا ہے ۔ ناول کی یہ خصوصیت ڈاکٹر احسن فاروقی اور علی عباس حسینی دونوں کے ہاں مشترک ہیں :

بقول علی عباس حسینی:

،، پلاٹ سے نظریہ حیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ عالم تحریر میں جو کچھ وجود میں آتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔،،(۱۶)

کردار نگاری:

حسینی کردار کو ناول کا تیسرا اہم عنصر قرار دیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک کردار دو طرح کے ہوتے ہیں ۔ایک وہ جو ابتداء سے مکمل ہوتے ہیں (ابتداء ہی سے ایک پختہ اور پائدار رنگ میں رنگے ہوتے ہیں) دوسرے وہ جن پر حادثات و واقعات اثر ہی نہیں کرتے بلکہ وہ خود ان سے متاثر ہوتے ہیں ۔ ٹھیکرے کی بکی شاپ اور نذیر احمد کی اصغری کو حسینی مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں ۔ کردار کے حوالے سے ڈاکٹر سہیل بخاری اور ڈاکٹر احسن فاروقی رقم طراز ہیں:

،، قصے کی کامیابی کا مدار بہت کچھ کرداروں کی صحیح تخلیق پر ہوتا ہے ۔،،(۱۷)

بقول ڈاکٹر احسن فاروقی:

،، ناول میں کردار عموماً دو طریقوں سے ظاہر کئے جاتے ہیں ۔ایک طریقہ تشریحی ہے اور داسرا ڈرامائی ۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ ناول نگار اپنے کردار کے جزبات ، خیالات ، ارادے اور احساسات وغیرہ بین کرتا ہے اور ان پر اپنی رائے زنی کرتا ہے ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کردار اپنی۔بات چیت اپنی حرکات سے اپنے کو ہم سے روشناس کراتا ہے ۔ ،،(۱۸)

مکالمہ :

ان کے نذدیک ناول کا چوتھا عنصر مکالمہ نویسی ہے ۔ اس کے ذریعے سے مصنف اپنے کرداروں کی زبان سے جو کچھ مرضی چاہیے ادا کرواسکتا ہے ۔

،، مکالمہ ناول نگار کے ہاتھ میں اظہار خیال کا بہترین آلہ ہے اور اس سے باقاعدہ فائدہ اٹھانا بہت بڑا کام ہے ۔،،(۱۹)

منظر نگاری:

لکھتے ہیں کہ یہ ناول کا ایک اہم اور لازمی عنصر ہے ۔ اس سے ناول میں خاص قسم کا حسن پیدا ہوتا ہے ۔ اور زمان و مکان کی تعین بھی اس کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ اس کے ذریعے سے موسموں ، کمروں ، مکانوں آبادیوں کے نقشوں ، اسباب ضرورت و زینت کی تصاویریں اور ناچ رنگ اور میلو ٹھیلوں کی حرکات کا پتہ چلتا ہے ۔ حسینی کے نزدیک اردو میں منظر نگاری کے حوالے سے سرشار ، شرر، اور طبیب کے ناول قابل توجہ ہیں ۔

زمان و مکان :

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

قصہ میں زمان و مکان کا تعین ضروری ہوتا ہے۔ کہ یہ کب اور کہاں ہوا ۔ تاریخی ناول میں اس کا بہت خیال رکھا جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ ناول کے مکالمہ ، کردار ، انداز فکر وطبعی رجحانات، تمام چیزوں کو بدل دیتا ہے ۔ ناول نگار کو ان تمام امور کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑتا ہے ۔ اس کی ذرا سی غلطی اس کی معرکہ آرا تصنیف کو ردی کا ڈھیر بنا سکتی ہے۔

اسلوب بیان:

یہ بات درست ہے کہ ناول کی کامیابی کا راز ناول نگار کے ڈھنگ اور اسلوب مضمر ہے ۔ یہ خداداد صلاحیت ہوتی ہے جو کم ہی لوگوں کو میسر ہوتی ہے ۔ اور کچھ کو خانہ ساز مشق سے حاصل ہوتی ہے ۔ اسلوب بیان ہمارے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔ خیالات کا انحصار ، مواد قوت ، مشاہدہ ، وسعت مطالعہ اور مہارت فن پر بھی مبنی ہوتے ہیں ۔ چنانچہ ناول نگار کا خیال جس قدر بہتر ہوگا مشاہدہ ، جس قدر عمیق ہوگا ، زبان وبیان پر جس قدر گرفت مضبوط ہوگی، اس کے الفاظ وجملوں میں جتنی دل اویزی ہوگی تو اس کا فن ادب میں اعلی اور عظیم مقام حاصل کرے گا۔ حسینی لکھتے ہیں :

،، اسلوب بیان سے مراد کہنے کا ڈھنگ اور تحریر کی طرز ہے ۔،،(۲۰)

اس کتاب کے تیسرے باب میں حسینی مغربی ناقدین کی روشنی میں ناول کی ابتدا کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہیں۔

اس کتاب کا چوتھا باب مولوی نظیر احمد کی ناول نگاری پر مشتمل ہیں۔ علی عباس حسینی اس باب میں مولوی نظیر احمد کے ناولوں کی خوبیاں اور خامیاں دونوں کو واضح کرتے ہیں کہ مولوی صاحب نے یہ تمام تبلیغی ناولیں انگریزی لیفٹنٹ گورنر سر ولیم میور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے لکھی تھی۔وہ محصنات کے دیباچے میں رقم طراز ہیں:

،، انھیں کی قدردانی تصنیف وتالیف کا باعث ہوئی۔ یہاں تک کہ عورتوں کی تعلیم کا سلسلہ مرتب ہو گیا۔ خانہ داری میں مرات العروس، معلومات میں بنات النعش، خداپرستی میں توبۃ النصوح ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انھیں دنوں مجھے یہ خیال ہوا تھا کہ مسلمانوں کی معاشرت میں عورتوں کی جہالت اور نکاح کے بارے میں مردوں کی ازادی دو دو بہت بڑے نقص ہیں، میں نے ایک نقص کے رفع کرنے میں جہد المقل کوشش کی ہے تو دوسرے نقص کے دفع میں بھی کچھ کرنا ضروری ہے۔ ،،(۲۱)

حسینی" ابن الوقت "کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب کی یہ ناول سر سید کے مذہبی خیالات کا نتیجہ تھی کیونکہ اس وقت وہی مسلمانوں کے رہنما تھے۔ البتہ اس زمانے میں انہی کو اس طرح کے واقعات پیش ارہے تھے تو نذیر احمد نے ابن وقت میں اس مسئلے کو پیش کیا۔ حسینی کے نزدیک ان کے کردار ابتدا ہی سے ہمارے سامنے مکمل ہو کر ظاہر ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کی فنکارانہ حیثیت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کامل کرداروں کی جیسی مرقع کشی انہوں نے کی ہے۔اس کی مثال وہ اپ ہیں۔نمونہ کے طور پر حسینی پیش کرتے ہیں:

،، یہ لڑکی اس گھر میں ایسی تھی۔ جیسے باغ میں پھول یا ادمی کے جسم میں انکھ ہر ایک طرح کا ہنر ہر ایک طرح کا سلیقہ اس کو حاصل تھا عقل ہنر حیالحاظ سب صفتیں خدا نے اصغری کو عنایت کی تھی لڑکپن میں اس کو کھیل کود ہنسی اور چھیڑنے سے نفرت تھی پڑھنا یا گھر کا کام کرنا۔ ،،(۲۲)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

بے شک مولانا عورتوں کے مکالمے کے بادشاہ تھے۔ صنف نازک کے انداز تکلم، طرز گفتگو نشست الفاظ اور روز مرہ محاورے پر جیسا عبور ان کو حاصل تھا، ویسا سرشار ہوش اور مرزا ہادی کو بھی نہیں تھا۔ بعض مقامات پر مولانے سلاست، روانی اور امد کے دریا بہادیتے تھے۔ اور اتنی ٹکسالی زبان لکھتے کہ ہر فقرے پر جی لوٹ لوٹ ہو جاتا تھا۔ مگر جس جگہ خود اپنے خیلات کا اظہار کرتے یا مردوں کی گفتگو لکھتے وہاں روانی کا دریا عربی کے تفصیل الفاظ کی چٹانوں سے بار بار ٹکراتا اور زور وہاں بھی بلا کا لگاتے تھے۔ وہ اپنے ناولوں کے پلاٹ اور کردار اسی دائرے تک محدود رکھتے تھے جس سے وہ اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں کہیں پر بھی بادشاہوں، شہزادوں اور امراء کی زندگی کو پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ داستان گو اور قصہ گو نہ تھے بلکہ وہ مذہب کے عالم اور قران کے حافظ و مترجم تھے۔ انہی خوبیوں کی بدولت ان کو دنیا ادب میں ترقی و کامیابی حاصل ہوئی۔

،، نذیر احمد کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ان تمام قصوں میں ہماری معاشرتی زندگی کی بالکل سچی تصویر کشی ہے _ انہوں نے جن، پری، بھوت، پریت، جادو طلسم کے سے غیر انسانی عناصر کو ترک کر کے اپنے گردو پیش کے لوگوں اور اپنے ہی طرح کے معمولی انسانوں کے حالات بیان کیے ہیں۔۔۔۔ مولانا نذیر احمد نے اپنے ناولوں میں جو نظریہ تعلیم پیش کیا ہے۔ اس میں صحیح طرح کی تربیت، صحبت زوال سے پرہیز، اطاعت والدین اور اطاعت خدا پر خاص طور سے زور دیا ہے۔ چنانچہ بچوں کی تربیت کے متعلق ان کے خیالات مرات العروس، توبۃ النصوح دونوں کتابوں میں واضح طور پر موجود ہیں ۔ ،، (۲۳)

نذیر احمد کے بعد اس باب میں حسینی خواجہ الطاف حسین حالی کے ناول "مجالس النساء" اور شاد عظیم ابادی کی "صورت الخیال" اور نواب افضل الدین احمد کی "فسانہ خورشیدی "کا بھی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب کا پانچواں باب رتن ناتھ سرشار کی ناول نگاری پر مشتمعل ہے اس باب میں وہ سرشار کے فن اور ناولوں پر گفتگو کرتے ہیں کہ وہ فیاض سے ہی ناول نویس کا دل ودماغ رکھتے تھے۔ ان کا تعلق ایک تربیت یافتہ کشمیری پنڈت سے تھا۔ وہ انگریزی زبان کے علاوہ علوم رسمیہ سے بھی واقف تھے۔ اودھ اخبار سے ان کی تخلیقی زندگی کا اغاز ہوتا ہے اور اسی اخبار سے فسانہ ازاد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے فسانہ ازاد اودھ اخبار میں قسط وار شائع ہونے کی وجہ سے اس قدر مقبول ہوئی کہ شمالی ہند کے ہر گھر میں اس کا چرچا شروع ہو گیا۔ فسانہ ازاد کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے سرشار نے مزید ناول لکھے جن میں جام سرشار، سیر کہسار، کڑم دھم، طوفان بے تمیزی، چنچل نار اور کامنی شامل تھے۔

،، ان کے ناولوں پر ڈان کوئک زاٹ (کوئی زار) کا اثر بھی نمایاہے۔ اور پک وک پے پرس کا بھی۔ وہ پمپیلا بھی ہیں، ٹام جونس بھی اور سنٹی منٹل جرنی بھی ان میں ویورلی کی طرح کے بھی قصے ہیں اور وینٹی فیئر جیسے بھی ان میں بنت النعش کی طرح تعلیمی مسائل سے بھی بحث کی گئی ہے۔۔۔۔ سرشار کی اس وسیع النظری ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ اردو کے سب سے پہلے باقاعدہ نامہ نگار تسلیم کیے جاتے ہیں۔،، (۲۴)

سرشار حقیقت نگار اور علم النفس کے بہت بڑے ماہر تھے۔ لیکن حسینی کے نزدیک سرشار میں یہ خرابی ضرور تھی کہ انہوں نے خود کو ایک مخصوص طرح کی سوسائٹی کے لیے محدود کر لیا تھا۔ ایسی وجہ سے ان کی تمام کتابوں میں یکسانیت پیدا ہو گئی تھی۔ اور پلاٹ بنانے میں انہیں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ الغرض اسی وجہ سے ہی ان کی تخلیقات کی سیرتوں میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ مختصر یہ کہ فسانہ ازاد سیرے کہسار اور کامنی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

میں یہ عیوب مکمل طور پر نمایاں ہیں۔ علی عباس حسینی سرشار کے بعض اہم کرداروں میں ازاد، خوجی، حسن ارا، بڑی بیگم، نواب عسکری، منشی جی، قمرن، نازو، ظہورن وغیرہ کا مجموعی طور پر جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اردو ادب میں یہ کردار ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

جام سرشار کے حوالے سے حسینی لکھتے ہیں :

> ,, سرشار مکالموں کا بادشاہ ہے۔ انگریزی ہو یا ہندوستانی، دیہاتی ہو، لکھنوی وہ ہر ایک کے انداز تکلم سے واقف ہے کیا مجال جو لب ولہجہ میں ذرا بھر فرق آجائے ۔۔۔پورا پلاٹ حقیقت پر مبنی ہے۔ اس طرح کے ائے دن واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ناول ہر طرح سے اس قابل ہے کہ ایسے اردو ادب میں صنف اول میں جگہ دے دی جائے ۔ ،، (۲۵)

اس کتاب کا چھٹا باب مولانا عبدالحلیم شرر کی ناول نگاری پر مشتمل ہے۔ اس باب میں وہ شرر کے تاریخی اور معاشرتی دونوں ناولوں پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔ شرر ک تاریخی ناولوں کے ساتھ المیہ یہ تھا کہ انہوں نے تاریخ کے جتنے بھی کردار چنے تھے۔ وہ پہلے ہی مقبول تھے اور پھر ان کرداروں کو جس طرح سے وہ اپنے ناولوں میں پیش کرتے ہیں۔ چونکہ ان کی تاریخی حیثیت اور شرر کی کردار نگاری دونوں مختلف انداز میں سے ہمارے سامنے اتی ہے۔ وہ زندہ جاوید شخصیتوں کو مردہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں جو زبان استعمال کی وہ ہر لحاظ سے غیر موثر تھی۔ ان تمام عیوب کی وجہ ان کی حد سے زیادہ زود نویسی تھی۔ چنانچہ وہ جو کچھ لکھتے تھے۔اس پر کبھی نظر ثانی نہیں کی۔اسی طرح سے انہوں نے تصنیفات کا ایک پورا پہاڑ تو تیار کر لیا مگر سب کا سب ردی کا ڈھیر بن گیا۔ حسینی شرر کے تاریخی ناولوں کے حوالے سے لکھتے ہیں :

> ,, غرض مولانا کے نام نہاد تاریخی ناولوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے جاہلوں کے سے اعتقاد کی ضرورت ہے۔،، (۲۶)

مگر حسینی " فردوس بریں " کو ان کے ناولوں میں خاص طور پر اہمیت دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ناول پلاٹ کے لحاظ سے کردار نگاری کے لحاظ سے اور مناظر کی مرکہ کشی کے لحاظ سے بھی ہر طرح سے مکمل ہے اس ناول میں مصنف سے کچھ فنی غلطیاں ضرور ہوتی ہیں مگر مگر پھر بھی ناول ہر لحاظ سے مکمل ہے۔فردوس بریں کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ,, شرر نے اس ناول میں سماں اور مناظر بھی بہت عمدہ طور پر دکھائے ہیں۔ جس مقام کو پر ہول بنانا ہوا ہے۔ وہاں اسی کے مناسب الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جہاں جنت کی مرقع نگاری کی ہے وہاں قلم کا زور دوسری ہی طرح کا ہے۔اتنا ضرور ہے کہ یہ " فردوس بریں " بالکل جسمانی لذات کا منبع ہے، روحانیت کا مرکز نہیں۔ ،، (۲۷)

علی عباس حسینی شرر کے معاشرتی ناولوں کے حوالے سے اپنی رائے کا ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں :

> ,, یہ مسلمہ امر ہے کہ تاریخی ناول لکھنے والا اپنے اثر کی مرکہ کشی نہیں کر سکتا۔ سر والٹر اسکاٹ جو تاریخی ناولوں کا مجتہد تھا، معاشرتی ناول کی وادی میں قدم رکھتے ہیں ناکامیاب ثابت ہوا۔ یہی حالت اس کے تمام معلدین کی ہوئی۔انہیں حقیقت سے بہت کم لگاؤ ہے۔ یہی کیفیت مولانا شرر کی بھی ہے۔ ،، (۲۸)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

عبدالحلیم شرر کی ناول نگاری کے بعد علی عباس حسینی اس باب میں محمد علی طبیب کی ناول نگاری کا بھی مجموعی طور پر جائزہ لیتے ہیں کہ طبیب نے بھی شرر ہی کی طرح تاریخی نام لکھے، مگر ان کے تاریخی ناول غلطیوں سے پر ہیں۔ حسینی شرر اور محمد علی طیب کی ناول نگاری کا موازنہ کرتے ہیں:

،، حقیقت یہ ہے کہ طبیب کے قلم میں شرر سے زیادہ ناول نگاری کی صلاحیت ہے۔ اگر انہوں نے اپنا مطالعہ رینالڈس کی طرح کے مصنفوں کے ناولوں تک محدود نہ رکھا ہوتا تو وہ یقینا ہمارے لیے بہت سی غیر فانی چیزیں چھوڑ جاتے۔ لیکن طبیب کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ بھی مسلمانوں کی عوام میں اسی طرح مقبول وممدوح بن جائیں جس طرح شرر تھے- - - - - - - - - - دونوں نے اپنے ناولوں میں فرقہ وارانہ ذہنیت کا غیر محتاط طور پر اظہار و اعلان کیا ہے۔۔۔ اردو کسی مشترکہ زبان میں اسی لیے ان کے ناول مشیر کے ہرسیوں کی طرح ادب جاوید کا حصہ نہ بن سکیں گے۔ ،،(۲۹)

اس کتاب کا ساتواں باب سجاد حسین، مرزا عباس حسین ہوش اور مرزا ہادی رسوا کی ناول نگاری پر مشتمل ہے۔ اس باب میں حسینی سب سے پہلے مرزا عباس حسینی کی دو تصنیفات یعنی افسانہ نادر جہاں اور ربط ضبط کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں۔ " افسانہ نادر جہاں " مرزا عباس حسین نے نذیر احمد کی پیروی کرتے ہوئے خالصا لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں لکھا ہے۔ ہوش کی اس ناول کو اردو ادب میں وہی حیثیت حاصل ہے جو مرات العروس کو ہے اس کی زبان خالصا لکھنوی اور بیگماتی طرز کی ہے۔ علی عباس حسینی ہوش کے کردار طاہرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

،، یہ کردار ہمارے ادب میں ایک مستقل اضافہ ہے۔،،(۳۰)

"ربط ضبط "ہوش کا دوسرا ناول ہے۔ ہوش کے اس ناول میں سرشار کی ناول نگاری کا رنگ نمایاں طور پر واضح ہے۔ حسینی کے نزدیک:

،، مجموعی حیثیت سے یہ ناول اردو ادب میں زندہ رہنے والی چیز ہے۔ ،، (۳۱)

اس باب کی سب سے اہم شخصیت مرزا ہادی رسوا ہے۔ ان کے فن کے حوالے سے حسینی زیادہ گفتگو نہیں کرتے۔ البتہ رسوا ناول کا ایک بڑا اور اہم فنکار ہے۔ وہ ناول نویسی کو اپنی شاعری کی طرح کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ اس حوالے سے وہ ہمیشہ لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ ان کی اکثر ناول طبع زاد ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے لکھے ہوئے پر کبھی نظر ثانی نہیں کرتے تھے اور اس بے پرواہی کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ترجموں کے علاوہ ان کا صرف ایک طبع زاد ناول " نوک پلک " درست ہے " افشائے راز " اور اختری بیگم نامکمل ہیں، " ذات شریف " ایک سرسری چیز ہے اور "شریف زادہ " بہت خشک ہے۔ ہاں " امراؤ جان ادا " ایک ایسا ناول ہے جسے انہوں نے جی لگا کر لکھا تھا۔ وہ اس کے پلاٹ اور کرداروں کو اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ وہ اردو ادب کے تاج میں کوہ نور بن کر ہمیشہ چمکے گا۔ حسینی امراؤ جان ادا کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

،، یہ ایک رنڈی کی کہانی اسی کی زبانی ہے۔ موضوع نہایت خطرناک تھا۔ باوجود اس کے کہ مغرب میں عصمت وعفت کا معیار اتنا بلند نہیں جتنا کہ مشرق میں ہے۔ اس ناول کے کرداروں میں کوئی غیر فطری نہیں۔ ،، (۳۲)

حسینی کے نزدیک رسوا کے ناولوں میں "امراؤ جان ادا" ان کا نہ صرف سب سے اہم اور کامیاب ناول ہے بلکہ اردو ناولوں میں شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

،، امراؤ جان ادا ایک ایسا ناول ہے۔ جسے انہوں نے جی لگا کر لکھا ہے اور اس طرح لکھا ہے کہ وہ اردو ادب کے تاج میں کوہ نور بن کر ہمیشہ چمکے گا۔،، (۳۳)

حسینی راشد الخیری کا شمار ابتدائی ناول نگاروں میں کرتے ہیں۔ ان کی ناول نگاری کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

،، حقیقت یہ ہے کہ مولانا کی تصنیفات دلکش و دل آویز تبلیغی رومان ہیں نہ کہ حقیقت کے ترجمان ناول، ان کی عبارت تشبیہ و استعارہ سے مملو ہے اور گفتگو و مکالمہ میں بھی عکاسی فطرت سے زیادہ انشاء پردازی کا لحاظ ہے۔،، (۳۴)

اس کتاب کا آٹھواں باب پریم چند کی ناول نگاری پر مشتمل ہے۔ پریم چند اردو ناول کی وہ فنکار ہے جنہوں نے اپنی تصنیفات کے ذریعے پوری ایک عہد کی نوجوان نسل کو متاثر کیا۔ وہ پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے اپنے ناولوں میں دیہاتی زندگی کو پیش کیا، ان سے پہلے یہ موضوع کسی کے ہاں نہیں ملتا۔ حسینی ان کی مشہور تصنیفات میں سے بیوہ، بازار حسن، نرملا گوشہ عافیت، چوگان ہستی، میدان عمل اور گیودان وغیرہ پر گفتگو کرتے ہوئے مختصر نظر ڈالتے ہیں۔ گیودان کو وہ کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ البتہ میدان عمل کے موضوع کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

،، یہ ناول اردو ادب میں ایک گوہر بے بہا کی آب و تاب رکھتا ہے۔ ،، (۳۵)

اس کتاب کے نویں باب میں علی عباس حسینی مرزا محمد سعید، عظیم بیگ چغتائی، اور شوکت تھانوی کے ناول اور ان کے فن پر تنقید کرتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ مرزا محمد سعید کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اردو ناول میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے "خواب ہستی "اور "یاسمین "کے نام سے دو ناولیں لکھیں ان دونوں ناولوں میں وہ تمام خصوصیات کے ساتھ فن ناول نگار کے تمام ہنر بھی موجود ہیں۔ وہ ہر طرح سے اردو ادب کے دوسرے مرزا رسوا بننے کے مستحق ہیں۔ حسینی مرزا محمد سعید اور مرزا رسوا کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

،، حقیقت یہ ہے کہ دونوں مرزا محمد سعید، محمد مرزا ہادی مفکر ہیں۔ انہوں نے حیات انسانی کے ہر پہلو کو فلسفیانہ نظر سے دیکھا ہے اور اس کے افعال و حرکات کے اسباب و عمل پر غور کیا ہے۔ ان کے ان نتائج فکر سے ان کے ناول مالا مال ہیں۔ ان کی کاوشوں کی بدولت اردو ناول محض تفریح و تفنن کا آلہ نہیں رہا۔۔۔ جہاں تک اسلوب بیان کا سوال ہے۔ مرزا محمد ہادی اور پریم چند کو مرزا محمد سعید پر فوقیت حاصل ہے۔۔۔ اسی کے ساتھ ایک امر خاص میں مرزا محمد سعید اپنے تمام ہم عصروں شرر، طبیب، رسوا، راشد، پریم چند سے بازی لے گئے ہیں۔۔۔ مرزا محمد سعید نے " خواب ہستی" میں ان فنون کی طرف سر سری اشارہ کیا ہے لیکن " یاسمین " میں تو مصوروں اور ان کے شاہکاروں کا جمگھٹ ہے۔،، (۳۶)

حسینی کے نزدیک مرزا محمد سعید کے بعد جتنے بھی لوگوں نے اس صنف میں قسمت ازمائی۔ سوائے ناکامی کی انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ ان سب کے بعد عظیم بیگ چودائی نے دوزگی کے نام سے اردو ادب میں ایک ایسا شاہکار پیش کیا جس نے ناول کو پھر سے ترقی کی راہ پر چلنے پر مجبور کر دیا ان کے ساتھ ہی ایک اور ناول نگار شوکت تھانوی بھی سامنے اتے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اس صنف ادب کی خدمت میں جن خواتین نے حصہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

لیاان میں امتہ الوحی صاحبہ (شہید وفا)، خاتون اکرم صاحبہ (پیکر وفا)، خاتون صاحبہ (شوکت آرا حصہ اول، دوم، سوم) اور والدہ افضل علی (مزاہب عشق) قابل ذکر ہیں۔

علی عباس حسینی اس کتاب کے آخری باب کو اردو ناول کے مستقبل کے حوالے سے اہم بتاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اردو ناول کے ماضی پر اگر نظر ثانی کی جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ بڑی حد تک تاریک ہے۔ اس کی اصل وجہ وہ اس وقت کے ماحول، غلامی اور ائے دن ہونے والی جنگیں بتاتے ہیں۔ قلموں پر قوم قانون کا سخت پہرا تھا۔ اس کے برعکس اج کے نوجوان مصنفین ان تمام پابندیوں سے آزاد ازاد ہیں وہ اپنی مرضی سے اپنے قلم کے ذریعے جو کچھ مرضی پیش کر سکتے ہیں اس طویل بحث کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مستقبل میں ہماری زبان مختصر افسانوں کی طرح ناول کے میدان میں بھی ضرور اپنا لوہا منوائے۔ علی عباس حسینی اور ڈاکٹر احسن فاروقی اردو ناول کے مستقبل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

،، اردو ناول کا مستقبل تمادر خشاں ہے۔،، (۳۷)

بقول ڈاکٹر احسن فاروقی:

،، لہذا ہم کہ سکتے ہیں کہ ناول کا مستقبل فنی عمدگی کے لحاظ سے بھی ہمت افزا ہے۔ ،،(۳۸)

ان سے پہلے اردو ادب میں ناول کی تنقید پر کوئی باضابطہ کتاب موجود نہیں تھی۔ اس سلسلے میں حسینی کی یہ کوشش ایک بہترین کارنامہ ہے۔ جیسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس کتاب کو مد نظر رکھ کر ناول تو لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ ادبی لحاظ سے کوئی مقام حاصل نہیں کر سکے گا۔ البتہ ان کی یہ کوشش اردو ادب میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔

حوالہ جات

۱۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقید اصطلاحات،
مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۱۹۲

۲۔ نیر مسعود، ناول کی روایتی تنقید، مشمولہ: اردو ناول، تفہیم و تنقید، مرتبین: نعیم مظہر، ڈاکٹر، فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، ادارہ فروغ قومی زبان پاکستان، اسلام آباد، طبع اول، ۲۰۱۲ء، ص ۲۶۶

۳۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور جدید اردو تنقید، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۱۰۹

۴۔ کے۔ کے کھلر، اردو ناول کا نگار خانہ، شیر ربانی پریس، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۲

۵۔ علی عباس حسینی، اردو ناول کی تاریخ و تنقید، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۸ء، ص، ۱۶

۶۔ ایضاً، ص ۳۶

۷۔ ایضاً، ص ۳۶

۸۔ ایضاً، ص ۴۰

۹۔ علی عباس حسینی، ناول و ناول نگار، (تلخیص از ڈاکٹر عزیز اسلم دورانی، کاروان ادب، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳

۱۰۔ سہیل بخاری، اردو ناول نگاری، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۱۶

۱۱۔ ارتضی کریم، ڈاکٹر، (دیباچہ)، اردو فکشن کی تنقید، دہلی: تخلیق کار، س ن، ص ۲۷۴

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

۱۲۔ علی عباس حسینی، اردو ناول کی تاریخ و تنقید، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۸ء، ص ۶۱

۱۳۔ محمد احسن فاروقی، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے ؟ نسیم بک ڈپو، لکھنو، ۱۹۹۰، ص ۲۹

۱۴ ۔ سہیل بخاری، اردو ناول نگاری، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۱۷

۱۵۔ علی عباس حسینی، اردو ناول کی تاریخ و تنقید، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۸ء، ص ۶۲

۱۶۔ ایضاً، ص ۶۲

۱۷ ۔ سہیل بخاری، اردو ناول نگاری، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۲۶

۱۸ ۔ محمد احسن فاروقی، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے؟ نسیم بک ڈپو، لکھنو، ۱۹۹۰، ص ۱۶۳

۱۹۔ علی عباس حسینی، اردو ناول کی تاریخ و تنقید، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۸ء، ص ۶۵

۲۰ ۔ ایضاً، ص ۶۸

۲۱ ۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۲۲ ۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۲۳ ۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۹۱

۲۵۔ ایضاً، ص ۲۶۹

۲۶۔ ایضاً، ص ۲۴۰

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۴۴

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۴۴

۲۹۔ ایضاً، ص ۲۵۶

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۶۳

۳۱۔ ایضاً، ص ۲۶۷

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۷۸

۳۳۔ ایضاً، ص ۲۶۸

۳۴۔ ایضاً، ص ۲۹۰

۳۵۔ ایضاً، ص ۳۰۰

۳۶۔ ایضاً، ص ۳۲۰

۳۷۔ ایضاً، ص ۲۷۸

۳۸ ۔ محمد احسن فاروقی، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے؟ نسیم بک ڈپو، لکھنو، ۱۹۹۰، ص ۱۹۶

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

کتابیات

ا۔ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقید اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۲ ۔ ارتضی کریم،ڈاکٹر،(دیباچہ)،اردو فکشن کی تنقید، دہلی: تخلیق کار، س ن

۳ ۔ سہیل بخاری،اردو ناول نگاری، مکتبہ جدید،لاہور، ۱۹۶۰ء

۴ ۔ علی عباس حسینی،اردو ناول کی تاریخ و تنقید، علی گڑھ :ایجو کیشنل بک ہاؤس،۱۹۹۸ء

۵ ۔ علی عباس حسینی، ناول و ناول نگار، (تلخیص از ڈاکٹر عزیز اسلم دورانی، کاروان ادب، لاہور، ۱۹۹۰ء

۶ ۔ محمد احسن فاروقی، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے؟ نسیم بک ڈپو، لکھنو، ۱۹۹۰ء

۷ ۔ نیر مسعود، ناول کی روایتی تنقیدی، مشمولہ: اردو ناول، تفہیم و تنقید، مرتبین: نعیم مظہر، ڈاکٹر، فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، ادارہ فروغ قومی زبان پاکستان، اسلام آباد، طبع اول، ۲۰۱۲ء

۸ ۔ کے۔کے کھلر،اردو ناول کا نگار خانہء، شیر ربانی پریس،لاہور، ۱۹۹۱ء

۹۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور جدید اردو تنقید، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۲۰۱۴ء